ادار یہ:

زلزلہ اجتماعی غداری پر پہلی تنبیہ

۸/ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو صبح سویرے مانسہرہ، کشمیر سے لے کر اسلام آباد تک در و دیوار اس طرح لرز رہے تھے جس طرح اندھیری رات میں گناہ گار کا دل لرزتا ہے۔ اسلام آباد میں ایک اور عجیب منظر تھا۔ افسوس کہ اس منظر کو کیمرے کی آنکھ محفوظ نہ کر سکی۔ بعض عینی شاہدین نے اس منظر کی تفصیلات کو دانستہ نظر انداز کر دیا لیکن حقیقت یہی ہے کہ ۸/ اکتوبر کو اسلام آباد کا سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا آدمی اپنے گھروں سے باہر نکل کر صرف کلمہ طیبہ پڑھ رہے تھے۔ مصیبت اور موت کی جان کنی کے اس لمحے میں کسی نے امریکہ، امریکی صدر، امریکی طاقت کو یاد نہیں کیا۔ ذکر و فکر کا محور صرف اور صرف ذات خداوند کریم تھی۔ حکمراں اپنے مصنوعی معبود کو بھول کر معبود حقیقی کی حمد و ثناء میں مشغول ہو گئے تھے۔ کسی کو گفتگو کا یارانہ تھا، موت چند قدم کے فاصلے پر نظر آ رہی تھی۔ ایڑیاں کھینچ رہی تھیں، جان حلق میں اٹک گئی تھی، آنکھیں پتھرا گئی تھیں، اور سینے چاک ہو گئے تھے، عینی شاہدین کے مطابق سب سے بڑا اور بڑے بڑے نیم عریاں لباس، زیر جاموں میں اور جامے سے باہر بھی...... باہر کھڑے تھے، نگاہیں آسمان پر جمی ہوئی رحمت الٰہی کی امید میں پتھر ہو گئی تھیں۔ گھن گھرج کی آوازوں نے ماحول کو نہایت دہشت ناک بنا دیا تھا۔ سورہ زلزال اپنے مفاہیم لوگوں پر آشکار کر رہی تھی۔ عذاب الٰہی کے واقعات لوگوں کو یاد آ رہے تھے۔ عاد ثمود تبع سباء، فرعون کی تاریخ ایک نیا موڑ مڑ کر اسلام آباد کو کھنڈر بنانے کا عندیہ دے رہی تھی۔ حاکم و محکوم، ظالم و مظلوم، آقا و غلام سب کی ایک ہی کیفیت تھی۔ غم و اندوہ موت کے شدائد، زاد سفر کی محرومی کا غم، اعمالنامے کی سیاہی، عہد وفا سے گریز، اجتماعی غداری، اللہ کے احکام کا مذاق ہر بات ہر ایک کو رہ رہ کر یاد آ رہی تھی اور زبانوں پر صرف یہ دعا تھی کہ بارالٰہ صرف ایک موقع عطا ہو، پچھلے تمام گناہوں کو اشکوں سے اور لہو کے قطروں سے دھو دیں گے۔ اب سر صرف آپ کے دربار میں خم ہوگا اور ہاتھ صرف آپ کی بارگاہ میں اٹھیں گے، بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے کی زبان پر مناجات کے سوا کچھ نہیں تھا، اس شخص کی آنکھ بھی آنسوؤں سے تر تھی، جس کو دعویٰ تھا کہ وہ جو کام بھی کرنا ہے پورے اعتماد سے کرنا ہے اور اسے کسی کا خوف نہیں ہے۔ جس کے شب و روز دنیا کی سب سے

بڑی طاقت کی پشت پناہی کے باعث ہر ایک کی پناہ سے بہ ظاہر بے نیاز ہو چکے تھے۔ آج کے دن مالک الملک کی پناہ گاہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہ تھی، جہاں پناہ اسی بارگاہ رب العزت میں پناہ ڈھونڈ رہے تھے۔ ہر زبان ذکر الٰہی سے منور تھی اور ہر دل میں بس ایک ہی آرزو تھی کہ یا رب ایک موقع اور عطا ہو، انشاء اللہ خطا سے مبرا زندگی بسر کریں گے۔ چند لمحوں بعد زلزلہ ختم ہو گیا تو یہ کیفیت بھی ختم ہو گئی، پھر دعائیں مانگنے والے اللہ کو اس طرح بھول گئے جیسے وہ کبھی اللہ کو جانتے بھی نہ تھے۔ قرآن نے اس کیفیت کی نہایت خوبصورت عکاسی کی ہے۔

القرآن: اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آ جاتی ہے یا آخری گھڑی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو۔ لوگو! اگر تم سچے ہو، اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو، ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو، [الانعام:۴۰] کون ہے جس سے تم مصیبت کے وقت گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو، کس سے کہتے ہو کہ اگر اس بلا سے اس نے ہم کو بچا لیا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔ کہو اللہ تمہیں اس سے اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے۔ پھر تم دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو، کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوا دے [الانعام:۶۵،۶۲] اور مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لیے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر زمین بغاوت کرنے لگتے ہیں۔ لوگو! تمہاری یہ بغاوت تمہارے ہی خلاف پڑ رہی ہے۔ [یونس:۳۳،۲۲]

جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اسی سے دعا مانگتے ہیں پھر جب وہ انھیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکا یک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ [العنکبوت:۶۵]

جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اسی سے منہ موڑ جاتے ہو، انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔ اچھا تو کیا تم اس بات سے بالکل بے خوف ہو کہ خدا کبھی خشکی پر ہی تم کو زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دے اور تم اس سے بچانے والا کوئی حمایتی نہ پاؤ اور کیا تمہیں اس کا اندیشہ نہیں کہ خدا پھر کسی وقت سمندر میں تم کو لے جائے اور تمہاری ناشکری کے بدلے تم پر سخت طوفانی ہوا بھیج کر تمہیں غرق کر دے۔ [بنی اسرائیل:۶۷-۶۷-۶۹]

اسلام آباد جس وقت زلزلے کی زد میں تھا اور اللہ کے سوا کوئی پناہ نہ تھی تب جنرل پرویز مشرف یقیناً اپنی گزری ہوئی زندگی کا جائزہ لے رہے ہوں گے وہ تمام حادثات، واقعات معاملات ایک ایک کر کے ان کی

نظروں کے سامنے اعمالنامے کی صورت میں آ رہے ہوں گے جن کا تعلق براہ راست ایوان صدر سے ہے۔ جنرل صاحب کے ہونٹوں سے نکلے ہوئے الفاظ بھی انھیں یاد آئے ہوں گے اور اس پر ندامت کا اظہار بھی ہوا ہو گا لیکن بہتر یہی ہے کہ ایک مرتبہ پھر ماضی کا مطالعہ کر لیا جائے۔ تاریخ کے سفر میں اگلی منزل سے پہلے پچھلے لڑاؤ کا جائزہ زندگی اور موت کے بہت سے مسئلے حل کر دیتا ہے۔

یہ بہت پرانی بات نہیں ہے، زلزلے سے صرف چون دن پہلے کا واقعہ ہے۔ ۱۴/اگست ۲۰۰۵ء کو ایوان صدر میں یوم آزادی کی خوشی میں زلزلہ برپا تھا۔ حکمرانوں کے باپ، ماں، بیٹے، بیٹیاں، بہنیں، بہوئیں، بیویاں، تماشا دیکھ رہے تھے، گانے نغمے رقص ہو رہا تھا۔ جنرل پرویز مشرف بھی رقص فرما رہے تھے، سارا عالم رقص میں تھا، اسی دوران وقفے وقفے سے لڑکیوں کی کیٹ واکس (Cat Walks) ہوئیں، آدم کی بیٹیاں نت نئے فیشن کا مظاہرہ کرتی، پشت اور جسم کے نشیب و فراز دکھاتی چلی جا رہی تھیں، صدر مملکت اور تمام حاضرین تالیاں پیٹ پیٹ کر داد دے رہے تھے۔ پروگرام ختم ہوا تو صدر مملکت اسٹیج پر تشریف لائے۔ فرمایا:

یہ جو پروگرام ہوا ہے بہت اچھا ہوا ہے۔ یہ ہماری خوش گوار تصویر [soft image] ہے۔ دنیا کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم یہ ہیں، جن لوگوں کے مذہب میں یہ کوئی رکاوٹ بنتا ہے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی عقلوں سے اور آنکھوں سے پردہ اٹھا دے۔ [ت، ق، ستمبر ۲۰۰۵ء ص ایک]

اللہ کے بندے نے اللہ کے دین کے خلاف گفتگو کی تو نہایت جرأت کے ساتھ اللہ ہی سے یہ پردہ چاک کرنے کی تمنا فرمائی، ہدایت کا یہ سلسلہ صرف ۱۴/اگست ۲۰۰۵ء اگست تک محدود نہیں اس سے پہلے جنرل صاحب فرما چکے ہیں کہ ''کمال اتاترک میرے آئیڈیل ہیں......[۱] جسے نیکر پہنی ہوئی لڑکیاں اچھی نہیں لگتیں، وہ اپنی آنکھیں بند کرے۔ [۲] ''اسلام جدید ہے یہ زمانہ کا ساتھ دیتا ہے یہ کبھی بھی ماضی سے پیوست نہیں رہا ....ہمیں اپنے تصورات میں جمہوری ہونا، سیکولر ہونا اور جدید ہونا ہے''۔ [۳] ''میں لوگوں کے ہاتھ کاٹ کر قوم کو ٹنڈا نہیں بنا سکتا'' [۴] ''جن کو داڑھی اور برقع پسند ہے وہ انھیں اپنے گھر میں رکھیں''، [۵] ''پردہ کرنے والی عورتیں اسلام کی پسماندہ تصویر پیش کرتی ہیں''، [۶] ''عورتوں کو پردے میں رکھنا اسلام کی فرسودہ شکل ہے''، [۷] ''مذہبی انتہا پسندوں نے اعتدال پسند اکثریت کو یرغمال بنا رکھا ہے''۔ مسئلہ کشمیر، مسئلہ افغانستان، اسرائیل سے تعلقات یہ سب کام کس کی ہدایت پر ہو رہے ہیں۔ کیا زلزلے نے ان خیالات میں تبدیلی پیدا کی ہے اگر نہیں تو زلزلہ اجتماعی غداری پر پہلی تنبیہ ہے توبہ اور تجدید عہد وفا ضروری ہے۔ سب سے زیادہ توبہ ان دینی جماعتوں کے رہنماؤں کو کرنا چاہیے جو ان مرحلوں میں معاونت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

ساحل اکتوبر ۲۰۰۵ء